

امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ

عبدالرشید عراقی

محدثین صحاح ستہ کے چوتھے رکن امام ابو عیسیٰ ترمذی ہیں۔ آپ ۲۰۹ھ میں ترمذ میں پیدا ہوئے، جو دریائے جیحوں کے کنارے واقع تھا^{۱}۔

ترمذ خراسان کا ایک مشہور شہر تھا اور خراسان ایک زمانہ میں ارباب علم و فضل کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے بے شمار نامور ارباب کمال اسی خاک سے اٹھے۔ امام ترمذی کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا^{۲}۔

امام ترمذیؒ میں دور میں پیدا ہوئے اس زمانے میں علم حدیث اکنافِ عالم میں پھیل چکا تھا اور اس اعتبار سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقے مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) جیسے جلیل القدر محدث کی مسند علم بچھ چکی تھی اور مشائخ علم جوق در جوق اس طرف چلے آ رہے تھے۔ امام ترمذی نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی اور کن اساتذہ سے استفادہ کیا، اس کی تفصیل نہیں ملتی۔

تحصیل حدیث کے لئے سفر

امام ترمذی نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت حجاز، عراق، خراسان، ماوراء النہر، شام، مصر و مغرب وغیرہ دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں مراکز حدیث قائم ہو چکے تھے۔ حجاز، عراق اور خراسان کو تو اس اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل تھی اور ان علاقوں میں حدیث کا ذوق و شوق عام تھا۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جیسے جلیل القدر محدث کے علم و شہرت نے اس شوق کو اور بڑھایا۔ اسی ماحول میں امام ترمذی کی نشوونما ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں :

”امام ترمذی نے متعدد شہروں کا سفر کیا اور خراسان، عراق اور حجاز کے ارباب کمال سے سماع کیا“۔^{۳}

امام ترمذی کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے اپنے زمانے کے ہر خرمین حدیث سے استفادہ کیا۔ اس لئے ان کے اساتذہ کا انتخاب دشوار ہے۔

امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) ، امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) اور امام ابو داؤدؒ (م ۲۷۵ھ) آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ امام ترمذی نے سب سے زیادہ استفادہ امام بخاری سے کیا اور امام بخاری کو اپنے اس مایہ ناز شاگرد پر بہت ناز تھا۔ امام بخاری نے آپ کو یہ سند عطا فرمائی :

”ما انتفعتُ بک اکثر مما انتفعتُ بی“ {۴}

(جتنا استفادہ تم نے مجھ سے کیا ہے اس سے زیادہ استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔)

اس پر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ :
اس کا مطلب یہ ہے کہ وہین شاکر جب استاد سے سوال کرتا ہے تو اس کی نگاہ دیگر علوم کی طرف جاتی ہے۔ {۵}

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں :

”ترمذی شاکر رشید بخاری است و روش اورا آموختہ و از مسلم وابی داؤد شیوخ ایشان نیز روایت دارد در بصرہ و کوفہ و واسطہ و رے و خراسان و حجاز سالہا در علم حدیث بسر بردہ۔“ {۶}

(امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد رشید شمار ہوتے ہیں۔ مسلم، ابو داؤد اور ان کے شیوخ سے بھی روایت کرتے ہیں، علم حدیث کی طلب میں انہوں نے بصرہ، کوفہ، واسطہ، رے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے۔)

تلامذہ

جس طرح امام ترمذی کے اساتذہ اپنے وقت کے اساطین فن اور اصحاب علم و فضل تھے اسی طرح آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور اساطین فن کے نام تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :

”امام ترمذی کے علمی کمالات نے ان کی ذات کو طالبان حدیث کا مرجع بنا دیا تھا۔ ان

کے علاوہ دنیاۓ اسلام کے مختلف گوشوں کے رہنے والوں کے نام ملتے ہیں۔“ {۷}

حافظہ

امام ترمذی کا حافظہ بہت قوی اور غیر معمولی تھا۔ آپ کے اساتذہ اور معاصرین نے آپ کے غیر معمولی حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے غیر معمولی حافظہ کے واقعات تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔ {۸}

امام ترمذی کا علمی تجربہ

امام ترمذی کے علم و فضل اور جلالت علمی کا اعتراف ان کے اساتذہ اور معاصرین نے کیا ہے۔ حدیث ان کا خاص فن تھا۔ تفسیر اور فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ جامع ترمذی میں انھوں نے ابواب تفسیر کے تحت آیات قرآنی کے متعلق جو احادیث نبویؐ اور آثار صحابہ جمع کئے ہیں ان سے تفسیر کے متعلق ان کے علمی تجربہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ فقہ میں بھی امام ترمذی کو خاص کمال حاصل تھا۔ امام ترمذی کے علمی تجربہ کا رباب سیر نے اعتراف کیا ہے۔ امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۸۴۲ھ) کہتے ہیں :

”مات البخاری ولم يخلف بخراسان مثل ابی عیسیٰ فی العلم والحفظ والورع والزهد“ {۹}

(امام بخاری کے انتقال کے بعد خراسان میں ابو عیسیٰ ترمذی کی مانند کوئی محدث پیدا نہیں ہوا۔ ان کے زہد و تقویٰ اور وسعت علم اور کثرت حفظ میں ان کا کوئی نظیر و شیل نہیں گزرا۔)

زہد و تقویٰ

امام ترمذی اپنے تجربہ علمی کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، امانت و دیانت، عدالت و ثقاہت اور علم و عمل میں بھی یکتا تھے۔ ان پر خشیتِ الہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کی بیٹائی جاتی رہی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں :

”تورع وزہد مجدے داشت کہ فوق آن متصور نیست بخوف الہی بسیار گریہ وزاری کرد و نایا شد“ {۱۰}

(یعنی زہد و تقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور خوف الہی سے بکثرت گریہ وزاری کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی پینائی جاتی رہی۔)

امام ترمذی کا مسلک

امام ترمذی کا مسلک مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) نے شافعی لکھا ہے {۱۱} لیکن امام ترمذی امام بخاری کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور ان پر مجتہدانہ رنگ بھی غالب تھا۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں :

”یعنی محدثین کا کسی امام کی کثرت موافقت کی وجہ سے اسی مذہب کی طرف انتساب کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے ان کے اصول کے مطابق اجتہاد اور استخراج مسائل کیا ہو۔ اگر کوئی جزوی اختلاف ہو جائے تو ایسا ممکن ہے اور اس طرح کا اختلاف مسلک شافعی میں داخل ہونے کے لئے قادر نہیں۔“ {۱۲}

اس لئے علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ امام ترمذی خود مجتہد مطلق تھے اور اس کی دلیل امام ترمذی کی خاص اصطلاح ”عن اصحابنا“ سے پکڑتے ہیں۔

تصانیف

امام ترمذی کی تصانیف میں جن کتابوں کے نام ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

کتاب العلل، کتاب المفرد، کتاب التاریخ، کتاب الزہد، کتاب الشمائل، کتاب الاسماء والکنی، الجامع الترمذی {۱۳}

وفات

امام ترمذی نے ۷۰ سال کی عمر میں ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔ {۱۴}

جامع الترمذی

حدیث کی جس کتاب میں آٹھ قسم کے مضامین بیان کئے جائیں اس کو جامع کے لقب

سے یاد کیا جاتا ہے، اور وہ آٹھ قسم کے مضامین جامع یہ ہیں۔ (۱) سیر (۲) آداب (۳) تفسیر (۴) عقائد (۵) فتن (۶) احکام (۷) اشراط (۸) مناقب {۱۵}۔

جامع الترمذی اپنی تمام خصوصیات، ائمہ کرام کی تحقیقات، تعاملات صحابہ کے مباحث کے ساتھ امام ترمذی کے تبحر علمی، وسعت نظر، زکاوت فہم اور کمال حافظہ پر دال ایک زندہ جاوید یادگار ہے {۱۶}۔

امام ترمذی سے پہلے حدیث کے کئی مجموعے مرتب ہو چکے تھے، مثلاً موطا امام مالک، مسند ابوداؤد طیالسی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد اور ان کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں معرض وجود میں آچکی تھیں۔ لیکن امام ترمذی نے جامع الترمذی تالیف کر کے ایک نئی راہ الگ نکالی، اور اس میں ایسی خصوصیات پیدا کیں جن سے ان سے پہلے کی کتب حدیث خالی تھیں۔

© rasailojaraid.
جامع الترمذی کی خصوصیات

امام ترمذی نے کتاب مکمل کر کے علائے حجاز کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اس کو پسند فرمایا۔ اس لئے علائے کرام نے لکھا ہے کہ جس گھر میں جامع ترمذی ہو، گویا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے ہیں۔ {۱۷}

جامع الترمذی صحاح ستہ میں چوتھے نمبر پر ہے لیکن اپنی خصوصیات کی وجہ سے اس کا افادہ صحاح کی تمام کتابوں سے زیادہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں :

”جامع ترمذی، بخاری، مسلم اور ابوداؤد کی بعض اچھی خصوصیات کی جامع ہے اور اس میں ان سے زیادہ مفید باتیں ہیں۔“

چنانچہ وہ بخاری، مسلم، اور ابوداؤد کی خصوصیات بتانے کے بعد لکھتے ہیں :

”چوتھے ابو عیسیٰ ترمذی ہیں۔ انہوں نے بخاری، مسلم اور ابوداؤد کی بعض خصوصیات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ شبیخت کے طریقہ پر ان حدیث کو جمع کر دیا ہے جن پر کسی کی تفصیل کر دی ہے اور ابوداؤد کے طریقہ پر ان حدیث کو جمع کر دیا ہے جن پر کسی نہ کسی کا عمل ہے۔ اور ان تینوں پر یہ اضافہ ہے کہ صحابہ اور مختلف ملکوں کے فقہاء

کے مذاہب کا بھی ذکر کر کے اپنی کتاب کو جامع بنا دیا ہے۔ طرق حدیث کا نہایت لطیف اختصار کیا ہے، اس طرح کہ ایک حدیث نقل کر کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور ہر حدیث کے عیوب و ہنر کو ظاہر کر دیا ہے کہ صحیح یا حسن یا ضعیف یا منکر ہے اور وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے تاکہ طالب علم کو قابل اعتبار اور ناقابل اعتبار حدیث سے واقفیت ہو جائے۔ جس کا نام بتانے کی ضرورت تھی اس کا نام بھی لے لیا ہے اور جس کی کثرت کی ضرورت تھی اس کی کثرت بھی بتا دی ہے۔ غرض انہوں نے صاحب علم کے لئے کوئی چیز مخفی نہیں چھوڑی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی اور مقلد کے لئے دوسری کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔“ {۱۸}

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) جامع ترمذی کی خصوصیات بیان کرتے

© rasailojaraid.

”جامع ترمذی حدیث کی بہترین کتابوں میں سے ہے بلکہ بعض وجوہ اور حیثیات سے حدیث کی تمام کتابوں سے بہتر ہے۔ ایک ترتیب و عدم تکرار کی حیثیت سے دوسرے فقہاء کے مذاہب اور ان کے استدلال کے ذکر کی حیثیت سے، تیسرے حدیث کے اقسام صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل بعلیل کے ذکر کی حیثیت سے، چوتھے رواد کے نام، ان کے القاب اور کثیتوں اور علم رجال کے متعلق دوسرے فوائد کی حیثیت سے۔“ {۱۹}

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں :

”امام ترمذی حفظ حدیث کے ساتھ مجتہد و فقیہ تھے۔ ان کے متفقہ پر جامع ترمذی شاہد ہے۔ ترمذی کا خاص امتیاز یہی ہے کہ وہ محض احادیث کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے۔ اس میں امام ترمذی نے مختلف ائمہ کے فقہی مذاہب اور ان کے استنباطات اور دلائل کو جمع کر دیا ہے اور جانبا اس پر تنقید بھی کرتے گئے ہیں۔“ {۲۰}

جامع ترمذی کی شروح

جامع ترمذی کی اہمیت، افادیت اور خصوصیات کی وجہ سے علمائے کرام نے اس کے

© rasailojaraid.

ساتھ بڑا اعتناء کیا ہے۔ اس کی شرحیں لکھیں، حواشی لکھے، مختصرات مرتب کئے، اس کے مشکلات حل کئے، اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بیش قیمت ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔ تاہم چند مشہور و متداول شروح و حواشی یہ ہیں :

عارضۃ الاحوذی : از حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی (م ۵۳۶ھ)

قوت المغتذی : از علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

ہدایۃ اللودعی بنکات الترمذی : علامہ شمس الحق ڈایانوی عظیم آبادی

(م ۱۳۲۹ھ)

العرف الشذی : مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ)

تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی مع مقدمۃ تحفۃ

الاحوذی : از مولانا محمد عبدالرحمن محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)

مختصر تعارف تحفۃ الاحوذی و مقدمہ تحفۃ الاحوذی

یہ شرح چار جلدوں میں ہے۔ اس میں محدث مبارک پوری نے جامع ترمذی کے راویوں کا ترجمہ، احادیث کی تخریج، تصحیح و تحسین میں امام ترمذی کا تساہل، احادیث کی توضیح اور اختلاف مذاہب کی وضاحت بیان کی ہے۔ {۲۱}

مقدمہ دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں جن میں عام قانون حدیث، کتب حدیث اور ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کار آمد اور ضروری فوائد جمع کر دیئے گئے ہیں۔ دوسرا باب ۷ افسلوں پر مشتمل ہے جس میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق مفید مباحث مذکور ہیں۔ {۲۲}

حواشی

(۱) ملا علی قاری، 'مرقاۃ' ج ۱، ص ۲۱ (۲) ابن خلکان، 'وفیات الاعیان' ج ۲، ص ۲۸۳

(۳) ابن حجر، 'تہذیب التہذیب' ج ۹، ص ۲۷۹ (۴) ابن حجر، 'تہذیب التہذیب' ج ۲، ص ۲۸۹

(۵) محمد انور شاہ کشمیری، 'العرف الشذی' ص ۲۸ (۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی، 'بستان المحدثین' ص ۱۳۰

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں)